جب کسی قوم کے زعماء کا ایمان کم تر درجہ کا ہو جائے اور انہیں اس پر کوئی ملال اور اس کی کوئی فکر نہ ہو تو پھر ایسی بانجھ قوم کو زوال نہیں آئے گا تو کیا عروج حاصل ہوگا؟

سرکاری چھتری کے نیچے مراعات حاصل کرنے والے اور سرکاری خرچ پر اسلام آباد کی یاترا کرنے والے مفتیوں کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ دربارِ شاہی میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ کردار دہراتے جسے یہ مفتیانِ کرام تقریروں اور وعظوں کی صورت میں پبلک کے سامنے بارہا دہراتے رہتے ہیں۔

علماء و مشائخ کو سلطان کے سامنے کلمہ حق بلند نہ کرنے کا طعنہ دینے والی سرکاری ٹی ٹیم کے مفتی، وانا آپریشن کے حوالہ سے سرکار کے اس فعلِ شنیع کے خلاف فتویٰ جاری کرتے ہوئے لرز اور کانپ کیوں رہے ہیں؟ اب کلمہ حق بلند کرنے سے انہیں کیا چیز مانع ہے؟

اللہ رب العالمین اس صدی کی اس مشکل ترین صورتحال سے امت مسلمہ کو سبق حاصل کرنے اور اپنے ایمان و اعتقاد پر نظر ثانی کرنے اور اس میں قوت و استقامت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مسئلہ مغفرتِ ذنب اور غیر علمی طرزِ عمل

ہم نے مغفرتِ ذنب نمبر ایک خالص علمی و فقہی مسئلہ پر ایک متبادل تحقیقی نقطہ نظر سامنے آنے پر شائع کیا تھا، تاکہ علم و تحقیق کی دنیا میں اس نکتہ نظر کو بھی دیکھا اور پڑھا جائے اور ہر دو محققین میں سے جس کی تحقیق زیادہ صائب ہو اسے اہلِ علم اس مسئلہ میں مذہبِ مختار کے طور پر قبول کر لیں اور ہر دو میں سے جس کا موقف کمزور ہو اسے رجوع کرنے اور حق کو قبول کرنے میں کوئی ذاتی انا مانع نہ ہو تو وہ اس سے رجوع کر لے۔ تحقیقی مسائل میں اسی طرح ہوتا آیا ہے اور متقدمین میں رجوع عن المواقف و المسائل کی متعدد ایسی مثالیں موجود ہیں۔ اور اس کی ایک زندہ مثال حضرتِ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب دامت برکاتہم ہیں کہ جنہوں نے شرح صحیح مسلم میں اپنے کئی مسائل سے رجوع کیا ہے۔ اور اہل علم کے نزدیک رجوع معیوب نہیں بلکہ محمود ہے۔ مگر افسوس کہ اس خالص علمی و تحقیقی مسئلہ کو بعض حضرات بلاوجہ الجھا رہے ہیں، اور اسے عوامی مسئلہ بنا کر دھڑے

بندی اور دشنام طرازی پر اتر آئے ہیں۔ ہمارے خیال میں اس مسئلہ کا علمی و تحقیقی جائزہ لیا جانا چاہئے اور اس پر کسی قسم کی ہلڑبازی کی بجائے فریقین کے مابین ڈائیلاگ کا اہتمام ہونا چاہئے، غیر جانبدار علماء کرام کو اس مسئلہ میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے اسے علمی انداز میں طے کرانا چاہئے۔ اور اگر بفرض محال فریقین ایک دوسرے کے دلائل کو قبول نہ کریں یا دونوں جانب دلائل وزنی ہوں تو جب بھی تحمل سے کام لیتے ہوئے دو مختلف نقطہ ہائے نظر کے طور پر اسی طرح فریقین کے تحقیقی موقف کا احترام کیا جانا چاہئے جس طرح اور بہت سے مسائل میں متعدد مواقف موجود ہیں اور اصحاب مواقف کا احترام بھی کیا جاتا ہے، آخر اس مسئلے کو **Publicise** کرنے میں اور مبارزت اور جوابِ مبارزت اور پھر جوابِ جوابِ مبارزت کا سلسلہ دراز کرنے سے کسے فائدہ پہنچانا مقصود ہے اور کس کا نقصان مطلوب ؟

لوگ کیا کہیں گے؟

ایک معاشرتی رویہ کا پوسٹ مارٹم

تحریر

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

خوشخبری

اسکالرز اکیڈمی کی مطبوعات میں ایک شاندار اضافہ

سہ ماہی **اَلمُحسِن** کراچی

عنقریب منظرِ عام پر آرہا ہے

پتہ : اسکالرز اکیڈمی پوسٹ بکس 17887 گلشنِ اقبال کراچی

کیا آپ کو معلوم ہے کہ : ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆